# سیف الدولہ کے جانشین

از

پروفیسر محمد حمیل الرحمن صاحب

Presented to the
Osmania University Library
Mohd. Rahman
September 23. 1937

صفحات ۱ تا ۲۳ از مجموعہ تحقیقات علمیہ ۔ جامعہ عثمانیہ ۔ حیدرآباد دکن

جلد پنجم ۔ سنہ ۱۹۳۷ع

# سیف الدولہ کے جانشین

(از محمد جمیل الرحمٰن صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر تاریخ۔ جامعہ عثمانیہ)

-۱-

سیف الدولہ کا انتقال سنہ ۳۵۶ھ میں ہوا۔ یہ سنہ اس لحاظ سے بڑا عجیب و غریب ہے کہ مسلمانوں کے اکثر بڑے بڑے حکمرانوں کا انتقال اسی سنہ میں ہوا، اور ان کے بعد یکبارگی اسلامی ایشیا مین امن و آمان کا خاتمہ ہوا، اور افرا تفری شروع ہوگئی۔ اسی سال سلطان معزالدولہ احمد بن بویہ کا انتقال ہوا، کافور، جس نے اخشید کی وفات پر مصر کا انتظام اپنے ہاتھہ میں لیا تھا، اسی سال مرا، اور مصر کے نظم و نسق کو سنبھالنے والا کوئی باقی نہ رہا۔ وشمگیر بن زیاد، حسن بن فیروزان، اور ابوعلی محمد بن الیاس کا سنہ وفات بھی سنہ ۳۵۶ ہی ہے۔ سیف الدولہ کے بھائی ناصر الدولہ حکمران موصل، کی عمر اس وقت ساٹھہ برس کی ہو چکی تھی۔ آسے اپنے چھوٹے بھائی کے مرنے کا اتنا قلق ہوا کہ اس کی عقل جاتی رہی۔ آخر آس کے سوء خلق سے تنگ آکر آس کے بیٹے ابو تغلب نے آسے ایک قلعے میں محجوب کرادیا، اور آس کی خدمت کے لئے آدمی مقرر کردئے۔ اسی حالت میں سنہ ۳۵۸ میں اس کا انتقال ہوگیا [۱]۔

تقی الدین کے زیر حفاظت سیف الدولہ کا جنازہ میافارقین لایا گیا [۲]، جہان ابوالمعالی کی ماں ام الحسن بنت سعید بن حمدان موجود تھی اور اب وہی اس خاندان کی بزرگ تھی۔ ابوالمعالی شریف بھی میافارقین میں تھا۔ سیف الدولہ کے تمام کارآزمودہ اور قابل اعتماد موالی اس سے قبل ہی مر چکے تھے۔ اب جو باقی رہ گئے تھے انھوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے بیٹے ابوالمعالی شریف سعدالدولہ کو اس کی جگہ بادشاہ بنایاجائے اور ہر طرح اس کی مدد کی جائے۔ اس فیصلے کے مطابق ایک مولاء قرعویہ نے حلب میں سعدالدولہ کی طرف سے حکومت کا کام سنبھالا، اور بقا اور بشارہ [۳]۔ کو جمادی الاول میں جنازے کے ساتھہ

---

۱۔ مسکویہ۔ ج ۲۔ ص ۲۲۰ + امام ذہبی ج ۱۔ ص ۱۷۳ + ابن تغری بردی ج ۲۔ ص۔ ۲۰۳ +

۲۔ ابن اثیر ج ۸۔ حوادث سنہ ۳۵۶ +

۳۔ غالباً بشارہ وہی خادم ہے جسے تقی الدین لکھا گیا ہے۔ اسکے رشتہ دار حلب میں موجود تھے، اور غداری کے شبہ مین انہیں وہین گرفتار کیا گیا تھا۔

میافارقین بهیجا ۔ راستے میں بقا نے یه افواہ اڑائی که بشارہ، جس کے ساتھ اُس وقت اُس کی ان بن تھی، ناصرالدوله کے بیٹے حمدان کے ساتھ خط وکتابت کر رہا ہے که وہ حلب پر بھی قابض ہو جائے، کیونکه حمدان اپنے چچا کی وفات کے بعد ھی رقه اور نصیبین پر قبضه کر چکا تھا ۔ قرعویه نے حلب میں جب یه سنا تو اس نے بشارہ کے رشته داروں کو گرفتار کر لیا ۔ ادھر بشارہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے مکر کا جواب مکر سے دیا ۔ اس نے بقا سے دوستی کا اظہار کیا اور خوب بے تکلفی بڑھائی ۔ آخر بقا نے خود ھی اعتراف کیا که اُس کا ارادہ ہے که سعدالدوله کو قید کر کے خود حلب پر قابض ہو جائے ۔ چونکه بشارہ اپنے حریف کے لئے کارآمد ہو سکتا تھا اس لئے بقا نے یه تجویز پیش کی که وہ بصورت کامیابی میافارقین کا علاقه اُس کے سپرد کر دیگا ۔ بشارہ نے بظاھر یه تجویز منظور کر لی ۔ لیکن جب یه جماعت میافارقین کے قریب پہنچی تو بشارہ نے سعد الدوله کو لکھا که جنازے کے استقبال کے لئے شہر سے باھر نه نکلے ۔ چنانچه جب بقا نے اسے شہر سے باھر آنے اور جنازے کے استقبال کی دعوت دی تو وہ مریض بن گیا ۔ لیکن شہریوں کو باھر جانے کی اجازت دے دی ۔ اب بقا نے شہر کے سامنے اپنی چھاونی قائم کی ، اور دروازے پر نگہبان مقرر کردئے ۔ اُن سرکاری ملازموں میں سے جو شہر کے باھر آئے، اکثر کو قید کر لیا ، اور ان سے اپنی پیادہ فوج کے اخراجات کے لئے بڑی بڑی رقمیں وصول کیں ۔ اس اثنا میں بشارہ شہر کے اندر چلا گیا ، اور دروازے بند کرادئے ۔ پھر فصیل پر کھڑے ہو کر اس نے اپنے ان دوستوں کو جو بقا کے ساتھ تھے مخاطب کر کے سعدالدوله کے انعام و اکرام کا وعدہ دلایا ۔ اکثر و بیشتر لوگ بقا سے پھر گئے ۔ اس طرح جب بقا کی تمام تدبیریں خاك میں مل گئیں ۔ تو وہ منازکرد بھاگا ، اور وھاں سے سعد الدوله سے معافی کا خواستگار ہوا ۔ اسے امان دی گئی ،لیکن جب وہ واپس آ گیا تو اسے بشارہ کے حوالے کر دیا گیا ، جس نے طرح طرح کے عذاب دے کر اُسے مروا ڈالا ۔ ان واقعات کی اطلاع قرعویه کو حلب میں ہوئی تو وہ بہت خوش ہوا [1] ۔ رجب سنه ۳۵٦ ھ ( جون یا جولائی سنه ٩٦٧ ) خود سعد الدوله حلب میں داخل ہوا ۔ اُس کے آنے کی خوشی میں شہر کی آئینه بندی کی گئی ، اور میناروں پر جھنڈے لہرائے گئے ۔ سعد الدوله نے اپنے باپ کے تخت پر جلوس کیا ، اور حاجب قرعویه بطور نائب ، اس کے پہلو میں بلند مقام پر بیٹھا ، ابو اسحاق محمد بن عبدالله بن صہرام ، جو اس سے قبل سیف الدوله کا کاتب رہ چکا تھا ، وزیر مقرر رھوا ۔ لیکن اسی زمانے میں خود سعد الدوله کے اھل خاندان نے اسے پریشان کیا ۔ سیف الدوله کی وفات کے بعد ناصرالدوله کے بیٹے ابو تغلب نے اُس زمانے میں جب که خلیفه مطیع رقه میں ٹھہرا ہوا تھا اُس سے ایك فرمان حاصل کر لیا تھا اور اس کی بنا پر سیف الدوله اور ناصر الدوله کے تمام مقبوضات پر قابض ہو بیٹھا تھا ۔ پھر اس نے اپنے بھائی حمدان کو رقه اور رافقه سے ایك چھوٹی فوج دے کر حلب پر بھیجا که اس پر بھی قبضه کر لے ۔ حمدان نے حلب کا محاصرہ کیا لیکن ناکام ہو کر موصل واپس چلا گیا ۔ اس کے بعد سعدالدوله حلب میں بالکل امن و امان رھا یہاں تك که اُس میں اور اُس کے ماموں ابو الفراس حارث میں ان بن ہوئی ۔

---

۱ ۔ طباخ نے سعدالدوله کے حلب میں داخلے کی تاریخ ربیع الاول بیان کی ہے ۔ مگر یه صریحا غلط ہے ۔ کیونکه سیف الدوله کا جنازہ ھی جمادی الاول میں سافارقین لایا گیا تھا ۔

— ۲ —

یاد ہوگا کہ ابوالفراس حارث بن ابوالعلاء سعید بن حمدان بن حمدون، سیف الدولہ کے دربار میں رہتا تھا، اور اس کی بڑی قدر منزلت تھی۔ سیف الدولہ کو اس پر اتنا اعتماد تھا کہ فوجی مہموں پر جاتے وقت اسی کو بطور نائب حلب میں چھوڑ جاتا تھا، اور منبج بطور جاگیر اسے دے دیا تھا۔ یہیں وہ یونانیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا، چار برس قسطنطنیہ میں اسی حالت میں گزارے، اور سیف الدولہ نے فدیہ دیکر اسے چھڑایا، اور رہائی کے بعد اسے حمص کا حاکم مقرر کردیا [۱]۔ لیکن یہاں کے باشندوں سے اسکی نہ بنی، اور متعدد جھگڑے ہوئے۔ سعدالدولہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوالفراس کی نیت خراب ہے۔ اس بنا پر سعدالدولہ نے اس کے خلاف فوج بھیجنے کا ارادہ کیا، اس نے عربوں کے قبیلۂ کلاب کے لوگوں کو جمع کیا، اور قبیلۂ عقیل کے ایک شخص ظالم نامی کو، جو حرشنہ میں اس کی طرف سے حاکم تھا مع اس کے قبیلہ کے بلایا۔ یہ عرب فوج قرعویہ کے سپرد کی گئی۔ سعدالدولہ کے موالی اس کے علاوہ تھے۔ ابوالفراس کو جب ان تیاریوں کا علم ہوا تو اس نے حمص سے بھاگ کر ایک گاؤں سدد میں پناہ لی۔ فوج کا طلایہ اچانک ابوالفراس پر حملہ آور ہوا۔ جنگ ابھی شروع ہوئی تھی کہ ابوالفراس کے سپاہیوں نے قرعویہ سے امان چاہی۔ ابوالفراس ان سپاہیوں میں شامل ہوگیا، لیکن قرعویہ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ ابوالفداء نے بیان کیا ہے کہ وہ زخمی ہوا تھا، اور چند دن کے بعد اس کا انتقال ہوا [۲]۔ اسکا سر سعدالدولہ کے پاس بھیج دیا گیا۔

ابوالفراس کی ماں سخیہ ام الولد تھی۔ ماں بیٹے میں جو محبت تھی اس کا اندازہ ان اشعار سے ہوتا ہے جو ابوالفراس نے قید کے زمانے میں اس کے پاس بھیجے تھے [۳]۔ سخیہ کو جب اس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو وہ رنج غم سے بالکل پاگل ہوگئی، اپنے سر کے بال نوچ ڈالے، اور اپنی آنکھیں نکال ڈالیں۔ ابوالفراس کا شمار عربی کے مشہورترین شاعروں میں کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ صاحب ابن عباد کا قول نقل کیا گیا ہے کہ عربی شاعری ایک بادشاہ، یعنی امرء القیس، سے شروع ہوئی، اور ایک بادشاہ، یعنی ابوالفراس، پر ختم ہوگئی۔ یہاں اس کی شاعری پر تنقید کرنے کا موقع نہیں۔ اس لئے ہم ثعالبی کی رائے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے:۔

> کان فرد دهره وشمس عصره، ادباً وفضلاً وکرماً ونبلاً، ومجداً وبلاغة وبراعة، وفردسية شجاعة۔ وشعره مشهورٌ سائر بين الحسن والجودة، والسهولة والجذالة، والعذوبة والفخامه، والحلاوة والمتانه، معه رواء الطبع، وسمة الظرف، وعزة الملك۔ ولم تجتمع هذا الخلال الا فی شعر عبدالله بن المعتز وابوالفراس یعد اشعر منه عند اهل الصنعة ونقدة الکلام۔ وکان المتنبی یشهد لهُ بالتقدیم والتبریز [۴]۔

---

۱۔ ابوالفداء (ج ۲۔ ص ۱۰۸) نے بنائے مخاصمت یہ بیان کی ہے کہ سیف الدولہ کی وفات کے بعد ابوالفراس حمص پر قبضہ کرنا چاھتا تھا۔

۲۔ ابوالفداء ج ۲ ص ۱۰۸ +

۳۔ یتیمة الدهر (طبع نو) ج ۱ ص ۴۹ +

۴۔ یتیمة الدهر ج ۱۔ ص ۲۷ +

اسی سال سرحدی کے پانچ ہزار سپاہی، جن میں پیادہ اور سوار دونوں شامل تھے، غدر کر کے حلب کی طرف چلے۔ قرعویہ نے ان کا مقابلہ کیا، مگر شکست کھائی اور قید ہوا۔ گو بعد میں قید سے رہائی پائی، لیکن اس کی فوج تباہ ہوگئی، اور بہت سے موالی گرفتار ہوئے۔

— ۳ —

سعدالدولہ ابھی ان قضیوں کے بعد سنبھلا ہی تھا کہ ایک نئی مصیبت نازل ہوئی۔ نقفور فوکس قیصر قسطنطنیہ، سنہ ۳۵۲ (سنہ ۹۶۳) مین رومانوس دوم کے بعد قیصر ہوا تھا۔ اس سے قبل وہ سیف الدولہ کے عہد میں ایشیاء مین کارہائے نمایاں کر چکا تھا۔ اب قسطنطنیہ اور یورپی صوبوں کا انتظام کر کے اس نے ذی قعدہ سنہ ۳۵۷ (سنہ ۹۶۸) میں پھر ایشیا کا رخ کیا۔ وہ دربند سے چلا اور انطاکیہ پہنچا۔ لیکن کسی نے اس کی مزاحمت نہین کی۔ اس نے اہل شہر سے کہا کہ وہ شام کو تباہ کرنے کے بعد پھر انطاکیہ آئے گا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور معرۃ المصرین پہنچا۔ آسے فتح کر کے باشندوں کو امان دی، اور پھر عہدشکنی کر کے پانچ ہزار آدمی گرفتار کر لئے۔ یہی حشر معرۃ النعمان کا ہوا۔ یہاں آس نے جامع مسجد جلا ڈالی اور بارہ ہزار آدمی گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دئے۔ بقیہ باشندوں نے قلعوں، جنگلوں اور پہاڑوں میں پناہ لی۔ پھر وہ کفر طاب اور شیزر گیا، اور شیزر کی جامع مسجد بھی جلاڈالی۔ حماۃ کا بھی یہی انجام ہوا۔ وہاں سے وہ حمص گیا۔ جو لوگ اطراف واکناف سے آکر وہاں پناہ گزین ہوئے تھے انہیں گرفتار کر کے جامع مسجد جلاڈالی۔ حمص کے گرجا میں آس نے نماز ادا کی۔ یہاں سے وہ یحییٰ بن زکریا نبی کا سر لے گیا [۱]۔ پھر آس نے قلعہ عرقہ کا محاصرہ کیا، جو طرابلس الشام سے مشرق کی جانب، چار فرسخ کے فاصلہ پر، ساحل بحر سے ہٹا ہوا، کہ کوہ پر واقع تھا۔ یہ قلعہ بھی فتح ہوا، اور باشندے قید کر لئے گئے۔ پھر وہ طرابلس آیا، اور سواد شہر کو فتح کیا۔ طرابلس کے باشندوں نے اپنے حاکم کو اس کے سواء سیرت کی وجہ سے نکال دیا تھا، اور شہر تقریبا خالی تھا۔ پھر آس نے جبلہ فتح کیا۔ اور وہاں سے اس نے لاذقیہ کا راستہ لیا، جسے آس کے حاکم ابوالحسن علی بن ابراہیم بن یوسف الفصیص نے آس کے حوالے کر دیا۔ چونکہ قیصر آس کے باپ دادا سے واقف تھا، اس لئے اس کی اطاعت کے بدلے میں اس نے لاذقیہ کو امان دی، آس کے ساتھ نہ صرف صلح نامہ کیا، بلا آسی کو وہاں کا حاکم مقرر کر کے "سرد غوس" کا خطاب بھی دیا۔ اب یہاں سے وہ انطاکیہ کی طرف پلٹا۔ لیکن اسے اطلاع مل چکی تھی کہ اہل انطاکیہ ذخائر و اسلحہ جمع کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے اس نے صرف سواد شہر کو لوٹنے اور اہل شہر سے بہت سا مال وصول کرنے پر اکتفا کی۔ ایک لاکھ قیدی آس کے ساتھ تھے وہ بھی اس طرح کہ صرف نوجوان مرد عورت کو گرفتار کرتا تھا' ادھیڑ' بوڑھوں اور بچوں کو یاتو قتل کردیتا تھا یا چھوڑ دیتا تھا۔ نقفور نے جزیرے پر بھی فوجیں بھیجی تھیں' جو کفر توثا تک پہنچیں انہوں نے شہروں کو لوٹا جلایا قیدی بنائے اور واپس چلی

۱۔ ابن تغری بردی (ج ۲۔ ص ۳۹۳) نے سر ہی لکھا ہے۔ لیکن یوروپین مصنف لکھتے ہین کہ وہاں اسے سر کے چند بال ملے تھے جنھیں عیسائی یحیی بن زکریا کے بال سمجھتے تھے' اور اس وجہ سے ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اسکے علاوہ اس مہم میں نقفور فوکس کو اور بھی بہت سے قابل قدر تبرکات" دستیاب ہوئے تھے۔ دیکھو فنلے۔ ج ۲۔ ص ۳۳۱ +

گئیں۔ نقفور کا قیام شام میں صرف دو مہینے رہا، لیکن اس مختصر عرصہ میں ان قریوں کو چھوڑ کر جن کی تعداد معلوم نہیں اور جو یونانیوں کے ہاتھ تباہ ہوئے، اس نے اٹھارہ ایسے شہر فتح کئے جن میں جامع مسجدین تھیں [1]۔

انطاکیہ کو وہ فتح نہ کرسکا۔ موسم سرما سر پر کھڑا تھا۔ اس لئے انطاکیہ کے محاصرے اور فتح کو آئندہ بہار تک ملتوی کردیا گیا۔ لیکن اس غرض سے کہ انطاکیہ پر نظر رکھی جاسکے اور خشکی اور سمندر کی جانب سے کمک اور سامان رسد کو روکا جاسکے اس نے قلعہ بغراس تعمیر کرایا، اور ایک بطریق میکائیل البرجی یا البرغی (Burtze) کو قلعدار بناکر گرد نواح کے حاکم کو حکم دیا کہ البرجی کا محکوم رہے۔ چونکہ انطاکیہ فتح کرکے نقفور خود شہرت دوام حاصل کرنا چاہتا تھا، اس لئے اس نے اپنے ماتحت افسروں کو صریحا حکم دیا کہ وہ اسے فتح کرنے کا خیال بھی دل میں لائین [2]۔

— ۴ —

ادھر یہ افواہین گرم تھین کہ نقفور موسم سرما میں ھی انطاکیہ کا محاصرہ کریگا اور اس سے فارغ ہوکر حلب پر حملہ آور ہوگا۔ اس لئے قرعویہ نے سعدالدولہ کو مشورہ دیا کہ ان مصائب سے بچنے کے لئے وہ حلب سے چلا جائے۔ سعدالدولہ نے اس مشورے کو قبول کرلیا، اور بایس چلا گیا۔ اب قرعویہ نے اسے لکھا کہ "تو اپنی ماں کے چلا جا، کیونکہ اهل حلب نہ تو تیری حکومت کے خواہاں ہیں، اور نہ چاہتے کہ تو ان کے شہر میں واپس آئے"۔ پھر قرعویہ نے اهل حلب سے عہد و پیمان کئے، اور حلف اٹھا کر اور اٹھوا کر ان کی توثیق کی۔ اس طرف سے مطمئن ہوکر قرعویہ نے ظاہر کیا کہ وہ قلعے کو مستحکم اور فصیل کو دوبارہ تعمیر کرانا چاہتا ھے۔

سعدالدولہ حلب پر دوبارہ قبضہ کرنے سے بالکل مایوس ہوچکا تھا، خصوصا اس وجہ سے کہ خود اس کے اهل خاندان، یعنی ناصرالدولہ کا بیٹا ابو تغلب اور دوسرے لوگ قرعویہ کے ہمدرد بن گئے تھے، اور قرعویہ نے خطبے میں اس کا نام لینے کی ممانعت کردی تھی۔ لہذا سعدالدولہ نے سوچا کہ میافارقین اور اورارزن ہوتا ہوا حران چلا جائے اور وہین مقیم ہو۔ مگر حران کے باشندے بھی اس کے داخلے کے مانع ہوئے۔ جب اس نے اپنے قاصدوں کے ذریعے انہیں انعام و اکرام کے وعدے دئے تو اهل شہر نے اسے صرف اتنی اجازت دی کہ شہر کے باہر رہ کر دو دن کے اندر اندر کافی سامان خوراک جمع کر کے وہاں سے چلا جائے۔ ایسی حالت میں سعدالدولہ اپنی ماں کے پاس میافارقین جانے پر مجبور ہوا، اور اب اس کے بہت سے ساتھی بھی ابو تغلب سے جا ملے تھے۔ گو حران والے اس سے اس بری طرح پیش آئے تھے، اور وہاں اس کا

---

۱۔ ابن تغری بردی ج ۲۔ ص ۳۹۳ + ابن اثیر ج ۸ حوادث سنہ ۳۵۷ + ابن خلدون ج ۴۔ ص ۲۴۴ + ابو الفداء ج ۲۔ ص ۱۱۰ +

۲۔ فنلے ج ۲۔ ص ۳۳۱ +

کوئی والی بھی موجود نہ تھا، لیکن خطبہ میں امی کے نام کا پڑھا جاتا تھا، اور وہاں کے لوگوں نے شہر کے انتظام کے لئے ایک جماعت یا ایک شخص کو پورے اختیارات دے دئے تھے۔[۱]

سعدالدولہ جب میافارقین پہنچا تو اس کی والدہ کو معلوم ہوا کہ شہر کے اندر بہت سے موالی اور کاتب اس سے پھر گئے ہیں، اور اس فکر میں ہیں کہ اسے گرفتار کر کے قید کر دیں، جیسا کہ ابو تغلب اپنے باپ کے ساتھ پہلے کر چکا تھا۔ اس کی ماں نے ان لوگوں کو شہر سے باہر نہیں نکالا۔ بلکہ خود اپنے بیٹے پر دروازے بند کر دئے، یہاں تک کہ فوج کی طرف سے مطمئن ہوگئی، اور جن کی طرف سے خطرہ تھا انہیں نکال دیا۔ پھر اس نے شہر کے دروازے کھول دئے، اور اہل فوج کو انعام و اکرام دے کر خوش کر دیا[۲]۔ سعدالدولہ کچھ دن وہاں ٹھہرا اور پھر حماۃ کا رخ کیا۔

قرعویہ نے محرم سنہ ۳۵۸ ھ (نومبر یا دسمبر سنہ ۹۶۸ ع) میں حلب پر قبضہ کیا تھا، اور اپنے ایک مولا بکجور کو، جس کا نام آگے چل کر تاریخ میں اکثر آئے گا، وہاں کا امیر مقرر کیا۔ قرعویہ اور بکجور دونوں کا نام خطبے میں لیا جاتا تھا، مگر سکے پر صرف بکجور کا نام تھا۔ قرعویہ حاجب تھا، اور بکجور امیر حلب۔

اس اثناء میں سعدالدولہ نے ادھر ادھر سے فوجیں جمع کرنا شروع کیں۔ معرۃ النعمان کا حاکم، زہیر، سیف الدولہ کا ایک مولا تھا، اور اب تک سعدالدولہ کا وفادار تھا۔ اس نے موالی کی ایک بڑی تعداد منبج میں جمع کی، اور سعدالدولہ بھی وہیں چلا گیا۔ انہیں ساتھ لے کر رمضان سنہ ۳۵۸ ھ (جولائی اگسٹ سنہ ۹۶۹ ع) میں اس نے حلب کے سامنے اپنی چھاؤنی قائم کی۔ تین مہینے تک ایک طرف زہیر اور دوسری طرف قرعویہ اور بکجور میں جنگیں ہوتی رہیں۔ ان میں یقیناً سعدالولہ کو غلبہ حاصل ہوا ہوگا۔ کیونکہ قرعویہ نے الرجی سے مدد مانگی۔ وہ مدد کے لئے تیار بھی ہوگیا، مگر اچانک اس نے اپنا رخ انطاکیہ کی طرف پھیر دیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ انطاکیہ کی حالت روز بروز خراب ہوتی جارہی تھی۔ باوجود اس کے کہ ہر وقت یونانیوں کا خدشہ لگا ہوا تھا، مسلمانوں میں نفاق و شقاق کا زور تھا۔ ایک مفسدہ پرواز شخص رعیلی یا زعیلی نے وہاں کے اصلی حاکم کو قتل کر کے خود شہر پر قبضہ کر لیا تھا، اور ایک بڑی جماعت اس کے ساتھ ہوگئی تھی[۳]، شہر میں امن و امان مفقود تھا، اور اس کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ایسی حالت میں شہر کے خلاف سازشیں بآسانی کامیاب ہوسکتی تھی۔ نقفور واپس جا چکا تھا، لیکن اس کے جانے کے بعد یونانیوں نے قلعہ بوقا یا لوقا کا محاصرہ کیا۔ یہاں کے رہنے والے عیسائی تھے۔ وہ یونانیوں سے مل گئے، یہ فیصلہ ہوا کہ لوقا والے انطاکیہ جائیں، اور یہ ظاہر کریں کہ وہ یونانیوں کے ظلم و ستم سے بھاگ کے

---

۱۔ ابن خلدون ج ۴۔ ص ۲۲۴ + ابن اثیر ج ۸۔ حوادث سنہ ۳۵۸ +
۲۔ ابن خلدون ج ۴۔ ص ۲۲۴ + ابن اثیر ج ۸۔ حوادث سنہ ۳۵۸ +
۳۔ ابن تغری بردی ج ۲۔ ص ۲۰۴ +

هیں ، اور وهان بس جانے کے بعد شهر کے حالات سے یونانیون کو باخبر رکهیں۔ اس تدبیر پر عمل کیا گیا۔ ان لوگون نے انطاکیه کے عیسائیون سے سازشیں کیں ، اور بالآخر البرجی کے جاسوس نے آسے اطلاع دی که انطاکیه فوج سے خالی ، اور بغیر کسی حاکم کے هے ' مسلمانون نے فصیل شهر کو غیر محفوظ چهوڑ رکها هے ، اور نگهبان غافل هیں۔ عرب مورخون نے لکها هے که یه خبر سن کر البرجی اور نقفور کا [1] بهائی وهان پهنچے۔ چالیس هزار آدمی ان کے ساته تهے۔ انهون نے شهر کا محاصره کیا [2] ۔ یونانی اس طرف سے پهاڑی پر چڑهے جهان اهل لوقا موجود تهے ، اور انهین راسته بتارهے تهے۔ اهل شهر نے یه دیکهه کر سمجه لیا که یه حصه فتح هوگیا هے۔ انهون نے فصیل کو خالی چهوڑ دیا۔ اب یونانیون نے بآسانی شهر فتح کرلیا۔ جو لوگ گهبراهٹ میں گهرون سے نکل کر باب الجنان پر جمع هوگئے تهے یا تو قتل هوئے اور یا گرفتار کئے گئے۔ دوسرون نے اپنے گهروں کو آگ لگا دی اور اس طرح یونانی ان تك نه پهنچ سکے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے شهر کے وه دروزے جو سمندر کی طرف تهے کهول دئے ، اور اپنی جان بچا کر بهاگے۔ رعیلی بهی انهیں دروازون سے پانچ هزار آدمیون کے ساته بهاگ گیا۔ حسب دستور یونانیون نے بوڑهون اور بچون کو چهوڑ دیا که جهان جی چاهے چلے جائیں ، اور بیس هزار نوجوان لڑکون اور لڑکیون کو گرفتار کرکے لے گئے [3] ۔ اس طرح تین سو اٹهائیس برس مسلمانون کے قبضے میں رهنے کے بعد انطاکیه پهر بازنطینی سلطنت کا ایك جزو بن گیا۔ اس عظیم الشان فتح کے صلے میں نقفور نے اپنے دونون بهادر افسرون کو معزول کردیا۔ شهر کا یه حشر هوا که آس کا ایك حصه آگ کے نظر هوا ، جامع مسجد مین سور باندهے گئے ، گو بعد میں آسے ایك باغ میں تبدیل کردیا گیا ' اور پهاڑی پر ایك قلعه تعمیر کرایا گیا۔

— ۵ —

فتح انطاکیه کے بعد هی نقفور فوکس ، قیصر قسطنطنیه ، قتل هوا۔ مسلمان مورخون کے مطابق نقفور درحقیقت طرسوس کے ایك مسلمان ابن القصاص یا ابن القفاس کا بیٹا تها ، جو عیسائی هوگیا تها [4]

رومانوس دوم کا انتقال سنه ۳۵۲ھ (سنه ۹۶۳ ع) مین هوا۔ آس نے ایك بیوه تهیوفینو اور دو بیٹے بسیل اور قسطنطین چهوڑے ، اور مرنے سے پہلے اپنی بیوه کو وکیل مطلق مقرر کیا۔ اس وقت نقفور فوکس ایشیاء میں سپه سالار کی حیثیت سے نام پیدا کرچکا تها۔ تهوڑی هی مدت میں اپنے بهتیجے یا بهانجے یانس شمشقیق

۱ - نقفور کے بهائی سے مراد یهان یانس شمشقیق هے جو در اصل اس کا بهتیجا یا بهانجا تها۔ مسلمان مورخون نے غلطی سے اسے بهائی لکهه دیا هے ، اور روایت یه هے که البرجی کے ساته بطرس الاسطر ابدرج (Stralopedarch) تها ، جو اس نواح کا حاکم تها۔ دیکهو فنلے ج ۲ - ص ۳۳۱ +

۲ - انطاکیه کی فصیل کے حالات کے لئے دیکهو فنلے ج ۲ - ص ۳۳۱ - حاشیه زیرین ۲ +

۳ - ابن تغری بردی - ج ۲ - ص ۳۰۶ +

۴ - تغری بردی ج ۲ - ص ۴۲۶ — ابن اثیر ج ۸ حوادث سنه ۳۵۹ + ابن خلدون ج ۴ ص ۲۴۵ + ابوالفداء ج ۲ - ص ۱۱۱ + یورپ کے مورخ ظاهر هے که اسے نهیں مانتے - وه نقفور کو قباذوشیه کے ایك معزز خاندان فوکس سے بتاتے هیں - لیکن مسلمان مورخوں کا بیان کوئی اچهنبے کی بات نهیں - چنانچه دیکهو فنلے - ج ۲ - ص ۳۳۲ - حاشیه زیرین ۱ +

کے اکسانے پر اس نے قیصر ہونے کا دعوی کیا اور کامیاب ہوا ، اور تھیو فینو سے شادی بھی کرلی۔ اس کے بعد اسلامی ممالک میں اس نے جو فتوحات حاصل کیں اور جو ظلم ستم ڈھائے ان کے حالات بیان ہوچکے ہیں۔ ہر قسم کے قطرون کا ازاله کرنے کے بعد اس نے بسیل اور قسطنطین کو محروم الارث کرنا چاہا۔ مسلمان مورخون کا بیان ہے که انہیں خصی کر کے حکومت کے ناقابل بنانا چاہتا تھا۔ تھیوفینو کو یه ناگوار گذرا ، اور اس نے یانس شمشقیق سے سازباز کیا۔ اسی نے خفیه طور پر یانس اور اس کے آدمیون کو عورتون کے بھیس مین محل میں داخل کیا ، اور ان لوگون نے راتون رات محل هی میں نقفور کو قتل کر ڈالا۔ تھیوفینو کو امید تھی که یانس اس سے شادی کرے گا ، بلکه اسی امید پر اس نے یانس سے سازباز کیا تھا۔ مگر یه امید پوری نه ہوئی۔ اس کے بجائے تھیوفینو کو جلا وطن کر دیا گیا۔ یانس نے روماٹوس کے دونون بیٹون کو براے نام سیزر کا لقب دیا ، اورخود قیصر بن بیٹھا۔ مسلمان مورخ اس قیصر کا ذکر نہیں کرتے ، بلکه اسے صرف « ملك روم » لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں ، اور یه سمجھتے ہیں که نقفور کے بعد بسیل هی قیصر ہوا تھا۔

نقفور نے مسلمانون کے ساتھ جیسا کچھ سلوک کیا وہ ظاہر ہے۔ لیکن باوجود اس کے مسلمان مورخ اس کی قدر کرتے ہیں۔ چنانچه ایک مورخ لکھتا ہے : کان شجاعاً ، مدبراً ، سیوساً۔ لم یر مثله من عهد اسکندر ذی القرنین ۔ هو الذی افتتح حلب و اخذها من سیف الدوله۔ ولم یأخذ حلب احدٌ قبله من ملوك الروم۔ فعظم بذلك فی اعین الروم و ملکوه علیهم [۱]۔

اس سال خود اسلامی سیاسیات میں ایک زبردست تبدیلی واقع ہوئی۔ سنه ۳۵۸ مین خلیفه معز فاطمی کے سپه سالار جوهر قائد نے مصر پر قبضه کیا تھا۔ لیکن اول تو مصر پر مستقل قبضه اس وقت تك نہیں رہ سکتا تھا ، جب تك شام کو زیر سیادت نه لایا جائے ، اور اس کے علاوہ بنو طغج میں سے حسن بن عبدالله بن طغج بھی دوسرے فوجی افسرن کے ساته فتح مصر کے بعد شام بھاگ گیا تھا۔ اس کا اس طرح آزاد رہنا خطرے سے خالی نه تھا۔ اس لئے جوهر نے جعفر بن فلاح کو اس کے تعقب میں بھیجا۔ اس طرح فتح مصر کے بعد هی فاطمیین کو شام کے معاملات مین مداخلت کرنی پڑی۔ جعفر نے حسن بن عبدالله کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا ، اور پھر رمله اور طبریه پر قبضه کرنے کے بعد جعفر نے دمشق کا رخ کیا۔ یہاں ایک شریف ابو القاسم بن ابی یعلی نے اوباشوں کو جمع کر کے جعفر کی مزاحمت کی۔ بالآخر بہت کچھ کشت و خون کے بعد شہر پر قبضه ہوا ، اور شریف ابوالقاسم کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا گیا۔ جعفر هی دمشق کا پہلا فاطمی حاکم مقرر ہوا۔ یه واقعه ذی الحجه سنه ۳۵۹ ھ کا ہے۔ سنه ۳۶۰ میں خود خلیفه معز افریقه سے مصر مین منتقل ہوا [۲]۔

---

۱۔ ابن تغری بردی ج ۲۔ ص ۴۲۶ +

۲۔ ابن خلدون ج ۴۔ ص ۴۸ + ابوالفداء ج ۲۔ ص ۱۰۹ + ابن تغری بردی ج ۲۔ ص ۴۰۹ +

عراق میں بنی بویہ کا دور دورہ تھا ۔ گو ان کا دائرہ عمل درحقیقت عراق و ایران تھا، اور شام سے انہین کوئی دل چسپی نہ تھی لیکن ان کا قرب، جیسا کہ آئندہ ظاہر ہوگا، ہر حال میں سعدالدولہ کے لئے باعث خطرہ تھا ۔

اس سے اندازہ ہوگا کہ سنہ ۳۰۹ مین سعدالدولہ ہر طرف دشمنوں سے گھرا ہوا تھا، اور ہر دشمن کی نظر اس کی چھوٹی سی پامال سلطنت پر تھی ۔ خود اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ بوقت واحد ان تینوں دشمنوں کا مقابلہ کر سکے ۔ اس لئے سنہ ۳۰۹ کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کبھی فاطمیین کی طرف مائل ہوتا ہے. اور خطبے میں ان کا نام لے کر، اپنے آپ کو ان کا مطیع ظاہر کر کے ان سے محفوظ رہنا چاہتا ہے ۔ کبھی وہ بنی بویہ کی طرف جھک جاتا ہے، اور کبھی یونانیوں سے مدد کا طالب ہوتا ہے ۔ مگر حقیقی امان اسے کبھی اور کہیں نہیں ملتا ، اور اسے برابر پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے ۔

--٦--

اب ہم پھر سعدالدولہ کی طرف رجوع کرتے ہین ۔ ہم دیکھ آئے ہیں کہ سنہ ۳۵۸ میں جب یونانی انطاکیہ کی فتح میں مصروف تھے ، سعدالدولہ حلب کا محاصرہ کر رہا تھا ۔ فتح انطاکیہ کے بعد پھر یونانی حلب کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ قرعویہ کو مدد پہنچائیں ۔ ان کی نقل وحرکت کی اطلاع جب سعدالدولہ کو ہوئی تو اس نے محاصرہ اٹھالیا، اور جنگلوں کی راہ، اور وہاں سے معرۃ النعمان چلا گیا ۔

دوسری طرف سعدالدولہ کے عزیز واقارب نے اس کی پریشانیوں سے فائدہ اٹھانا چاہا ۔ وہ ابھی حلب کا محاصرہ ہی کر رہا تھا کہ ابوتغلب میافارقین پہنچا ۔ سعدالدولہ کی والدہ نے اسے شہر میں داخل ہونے نہیں دیا ، اور ایک قاصد بھیج کر دریافت کیا کہ اس کا مقصد کیا ہے ۔ ابو تغلب نے کہا کہ وہ دشمنوں سے لڑنا چاہتا ہے اور مدد کا طالب ہے ۔ اس نے دولاکھ درہم اس کے پاس بھجوادئے، مگر ابو تغلب نے اس پر قناعت نہیں کی، اور نصیبین کے قریب ایک جاگیر کا مطالبہ کیا جو سیف الدولہ کی ملک تھی ۔ اب سعدالدولہ کی والدہ نے ایک طرف تو ابو تغلب سے خط وکتابت جاری رکھی، دوسری طرف جنگ کی تیاری شروع کی ۔ اس نے مرحوم شوہر کے ان موالی کے پاس، جو ابو تغلب کے ساتھ تھے، پیغام بھیجا کہ ان کا حقیقی فرض یہ ہے کہ اپنے مرحوم آقا کی بیوہ کی مدد کریں، نہ یہ کہ اس کے خلاف لڑنے کے لئے تیار ہوجائین ۔ اس طرح ان کی طرف سے مطمئن ہو کر اس نے ابو تغلب پر شبخون مارا، اس کی چھاؤنی لوٹ لی اور اس کے پچاس آدمی بھی قتل کرادئے ۔ ابو تغلب وہاں سے بھاگا، اور جاتے جاتے سعدالدولہ کی والدہ کو کہلا بھیجا کہ اب وہ پھر کبھی میافارقین کا رخ نہیں کریگا ۔ اس کا جواب اس اولولعزم اور بلند حوصلہ عورت نے یہ دیا کہ ابو تغلب کے حاجب کو جو گرفتار ہوا تھا رہا کر دیا ، جو سامان لوٹا تھا وہ بھی واپس کر دیا، اور ایک لاکھ درہم ابو تغلب کے پاس بھجوادئے [۱] ۔

---

۱- ابن خلدون ج ۴ : ص ۲۴۴ +

سعدالدوله نے جب حلب کا محاصره اٹھا لیا تو یونانیوں نے خود شہر فتح کرنا چاہا، اور وهاں خیمه انداز هوئے۔ انهوں شہر کے شمالی حصه پر هله کیا اور قلعه کے راستے مسدود کر دئے۔ بالآخر قرعویه اور یونانیوں میں ایك معاهده هوا۔ اس کے مطابق قرعویه نے اپنی موت تك یونانیوں کی سیادت قبول کی، اور بکجور کو اپنا جانشیں تسلیم کیا۔ اس عهدنامه کے شرائط یه تهین که هر شخص کے لئے، خواه وه جوان هو یا بوڑها، جو اس طرح بذریعه صلح فتح شده مقامات کا باشنده هو، ایك دینار ادا کیا جائیگا۔ اس کے علاوه حسب ذیل علاقوں سے سات لاکهه درهم سالانه خراج ادا کیا جائیگا: جُوزیه، سلمیه، حماة، شیزر، کفرطاب، افامیه، معرة النعان، حلب، جبل السماق، معرة المَصْرین، قنسرین، اثارب، اورگرد ونواح کے وه تمام قلعے جو اثارب سے متعلق هوں، اس کے بعد احارب، ماسوفان، کمار، برصایا، اور وه تمام میدانی علاقه جو عزاز کے پاس سرحد تك چلا گیا تها۔ اس کے سوا باقی علاقه یونانی مقبوضه تصور هوگا۔ اس عهد نامه کے مطابق اب سرحد برصایا کے شمال کی طرف دریائے ابوسلیمان جاتی تهی، اور پهر فج سنیاب، نافوده، ادانه، تل جامد سے ساجور تك، اور آخر دریائے ابوسلیمان اور فرات کے مقام اتصال پر سرحد مکمل هو جاتی تهی۔ قرعویه اور بکجور کی وفات کے بعد قیصر اهل حلب مین سے هی ایك کو وهاں کا حاکم بنائے گا، لیکن مسلمانوں کو حق نه هوگا که اپنی طرف سے کسی کو حاکم منتخب کرین۔ یه بهی قرار پایا که اس علاقے کے عیسائیوں سے کوئی محصول وصول نهیں کیا جائے گا، خواه وه جائداد منقوله رکهتے هوں یا غیر منقوله۔ اگر کوئی اسلامی فوج یونانی علاقے پر حمله کرنے کا قصد کرے تو قرعویه سمجها بجها کر اسے اس ارادے سے باز رکهے گا، اور اگر ضرورت پڑے تو بزور شمشیر فوج کا رخ پهیر دے گا۔ لیکن اگر کمزوری کے سبب وه ایسا نه کرسکتا هو تو فوراً قیصر کو خطرے سے آگاه کرکے مدد چاهے گا۔ اگر قیصر یا اس کی فوج کا سپه سالار اسلامی علاقے میں سے گزرنے کا اراده کرے تو بکجور بذات خود معینه مقام تك اس کی پیشوائی کریگا، اور ان کے داخلے کے بعد زیر عهد نامه علاقے سے دیہات کے لوگ راه فرار اختیار نهیں کرینگے، بلکه هر ایك طرح کی ضروریات زندگی فوج کے هاتهه فروخت کرینگے، سوائے علوفه کے، جو فوج کی آمد پر بلاقیمت یونانیوں حوالے کردیا جائے گا۔ یونانی فوج کے اسلامی علاقے مین داخل هونے کے بعد سے سرحد پر واپسی تك امیر حلب برابر فوج کے ساتهه رهے گا۔ جب یونانی فوج کسی غیر مسلم کے خلاف لڑ رهی هو تو امیر بهی یونانیوں کے حلیف هونے کی حیثیت سے اُن کا ساتهه دے گا، ان کے سپه سالار کے ماتحت کام کریگا۔ تبدیل مذهب پر کوئی باز پرس نهین کی جائیگی۔ کوئی غلام یا کنیز تبدیل مذهب کے بعد اپنے آقا کے پاس سے بهاگ جائے تو مسلمان اسے چهپائیں گے نهیں، بلکه اس کی اطلاع یونانیو کو دینگے، اور غلام کے بدلے چهتیس، کنیز کے بدلے بیس اور لڑکا یا لڑکی کے بدلے پانچ یونانی دینار ادا کرینگے۔ اگر نیا آقا یه رقم ادا نه کرسکتا هو تو امیر خود تین دینار غلام کو دے کر یونانیوں کے پاس واپس بهیج دیگا۔ لیکن کوئی غلام مسیحیت قبول کرلے تو امیر کو فوراً اسے واپس کرنا پڑیگا۔ جب کوئی مجرم یونانی علاقے میں ارتکاب جرم کے بعد محض سزا سے بچنے کے لئے اسلامی علاقے میں پناه لے تو امیر اسے یونانی حاکم کے حوالے کر دیگا۔ جب کو یونانی اسلامی علاقے میں آئے تو اس کے کاروبار مین رکاوٹ نهین پیدا کی جائے گی، لیکن کوئی مسلمان جاسوس یونانی

علاقے میں پایا گیا تو قید کر دیا جائے گا۔ مسلمان کوئی نیا قلعه تعمیر نہیں کرینگے، نه مسمار کرینگے ۔ تباه شده قلعوں کی مرمت کرنے کا انہیں حق ہوگا۔ مسلمان اپنے کسی ہم مذہب امیر کو پناه نہین دینگے، اور قرعویه اور بکجور کے سوا کسی اور امیر سے خط و کتابت بھی نہین کرینگے۔ یونانیون کو حق ہوگا که مسمار شده گرجاؤن کی مرمت کرالیں۔ جب بطریرك یا کوئی اور اسقف اسلامی علاقے میں سے گذرے گا تو مسلمان اس کی مناسب حال عزت و تکریم کرینگے۔ ایسے محصول جن کا تعلق یونانی علاقون سے بھی ہو، ان کی وصولیابی میں قرعویه اور بکجور کے محصولون کے ساتھ یونانی محصل بھی رهینگے۔ قیمتی اشیاء، مثلاً سونا، چاندی، ریشمی کپڑے یا پکا ریشم، جواهرات، موتی اور زربفت کے محاصل قیصر کے محصل وصول کرین گے۔ لیکن معمولی اشیاء جیسے سوتی اور کتانی کپڑے اور مویشی وغیره کے محاصل قرعویه، اور اس کے بعد بکجور وصول کریگا۔ ان دونون کی موت پر یه محاصل بھی قیصرھی کی طرف سے وصول کئے جائینگے۔ کوئی یونانی قافله حلب کی طرف سفر کریگا تو سرحد کا حاکم اس کی اطلاع امیر کو کریگا، اور امیر کا کوئی نمائنده اس کی پیشوائی کرکے اسے حلب پہنچادے گا۔ اگر اس قافلے پر بدو یا مسلمان حمله آور هون تو امیر تمام نقصان کی تلافی کریگا (۱)۔

یه معاهده ماه صفر سنه ۳۵۹ (ڈسمبر سنه ۹۶۹ یا جنوری سنه ۹۷۰) میں طاهر نامی ایك هاشمی کی معرفت جو حلب میں متوطن تھا، تکمیل کو پہنچا۔ قرعویه اور بکجور کے علاوه شہر کے عمائد نے حلف اٹھا کر اس کی توثیق کی۔ بطور ضمانت حسب ذیل یرغمال یونانیون کے حواله کئے گئے:- ابوالحسن بن ابواسامه، کسرے بن قصور، ابن ابی عیسے کا نواسه، ابوالحسن الخشاب کا بھائی، ابوالحسن بن ابوطالب، هاشمیون میں سے ابوالطیب، ابوالفرج العطار، اور قرعویه کا مولا یمن۔ اب یونانی حلب سے چلے گئے۔ قرعویه شہر کا مالك اور بکجور کے ساتھ وهان کا حکمران رها (۲)۔

-۷-

اس واقعه کے بعد جو کچھ هوا وه ایك حد تك تاریك هے۔ بعض مورخون کا خیال هے که سنه ۳۵۹ مین هی سعدالدوله حلب کا بادشاه هوگیا تھا (۳)، اور بعض کہتے هین که وه سنه ۳۶۰ تك وهان کا دوباره مالك نہین بن سکا تھا (۴)۔ اس اختلاف کی وجه یه معلوم هوتی هے که قرعویه اور بکجور کے زمانۂ بغاوت میں بھی ممکن هے که خطبے میں سعدالدوله کا نام لیا جاتا رها هو، اور ایسے مورخون نے حلب پر اس کے قبضے کا مترادف سمجھ لیا هو۔ بهر حال سعدالدوله اور قرعویه دونون فاطمی خلیفه کا نام

---

۱۔ ابن خلدون ج ۴- ص ۲۴۴، ۲۴۵ + لیکن جہاں تك همیں معلوم هو سکا کسی مسلمان مورخ نے یه تمام تفصیل بیان نہین کی۔ فریتاگ (ص ۲۳۲ ۲۳۴) میں یه پوری تفصیل موجود هے۔ مگر وه کوئی سند نہین دیتا۔ اس لئے اس کی پوری ذمه داری فریتاگ پر هی هے۔

۲۔ فریتاگ ص ۲۳۴ +

۳۔ ابوالفداء ج ۲- ص ۱۱۶ +

۴۔ ابن تغری بردی ج ۲- ص ۴۲۷ + ابن خلدون ج ۴- ص ۲۴۶ +

خطبے مین لیتے تھے، اور اس نے انہین خلعتین بھی عطا کی تھین، یعنی اب وہ فاطمیین کے مطیع ہوگئے تھے۔ لیکن اُس وقت سعدالدولہ حلب کا مالک نہین ہوا تھا، اور حمص مین مقیم تھا۔

حلب پر سعدلدولہ کے حقیقی قبضے کی تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ یونانی معاہدہ کے بعد بکجور کی قوت و طاقت مین برابر اضافہ ہوتا گیا، یہان تک کہ خود قرعویہ بھی اس سے مغلوب ہوگیا، اور بکجور نے اُسے قلعے میں قید کردیا۔ تقریبا چھ سال تک وہ اسی حالت میں رہا۔ اب قرعویہ کے دوستون نے سعدالدولہ سے خط و کتابت شروع کی، اور اسے بتایا کہ حلب کی حالت ناگفتہ بہ ہے اوراس پر آسانی سے قبضہ کیا جاسکتا ہے۔ سعدالدولہ اس وقت تک حمص ہی میں مقیم تھا۔ اُس نے قبیلۂ کلاب کو اپنا حلیف بنا یا، اورحمص کے علاقے مین انہین جاگیرین عطا کین۔ پھر اس نے اس قبیلے کی مدد سے معرۃ النعمان کا محاصرہ کیا، جس پر حمدانیون کا ایک مولا زہیر قابض، اور اب سعدلدولہ کا مخالف تہا۔ محاصرہ آخر کامیاب ہوا، اور زہیر نے مجبور ہوکر ان حمدانی موالی سے جو سعدالدولہ کی فوج مین تھے نامہ و پیام شروع کیا۔ اس وعدہ پر کہ وہ اسے سعدالدولہ کے حوالے نہین کرینگے وہ ان کے پاس چلا آیا۔ لیکن ان لوگون نے وعدون کا پاس کئے بغیر اسے سعدالدولہ کے حوالے کردیا۔ بطور انعام سعداندولہ نے انہین شہر لوٹنے کی اجازت دی، اور زہیر کو قلعۂ افامیہ میں قید کردیا۔ یہین اُس کا انتقال ہوگیا۔ معرۃ النعمان کی فتح کے بعد سعدالدولہ نے حلب کا رخ کیا۔ بکجور نے فوراً یونانیون سے مدد مانگی، اور شہر حوالے کردینے کے علاوہ ایک بڑی رقم ادا کرنے کا بھی وعدہ کیا۔ لیکن نیا قیصر یانس شمشقیق روسیون سے جنگ مین مشغول تہا۔ اس لئے یونانیون نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ سعدالدولہ نے محاصرہ مین تشدد کیا، اوراہل شہر نے بالآخر برج الجنان اس کے حوالے کردیا، اورشہر کا آہنی دروازہ گرا دیا۔ اس طرح رجب سنہ ۳٦۵ مین چار مہینے کے محاصرہ کے بعد سعدالدولہ نےحلب کو بزور شمشیر فتح کیا (۱)۔ لیکن اُس نےخونریزی کی ممانعت کردی، اور اہل شہر کو امان کا یقین دلایا۔

بکجور شہر سے ہاتہ دھوکر قلعہ نشین ہوگیا، اور مقاومت کی تیاری کی۔ سعداندولہ نے بھی قلعے کا محاصرہ کیا۔ لیکن محصورین بہت جلدی سامان خوراک کی کمی سے عاجز آگئے۔ بکجور نے صلح کے لئے خط و کتابت شروع کی۔ ابوالحسن علی بن حسین المغربی کاتب کی وساطت سے صلح کے شرائط طے پائے۔ ان کے مطابق بکجور نےاپنے اور اپنے ساتھیون کے لئے امان حاصل کی، اور سعدالدولہ نے وعدہ کیا حمص کی حکومت اس کے سپرد کردی جائیگی۔ مگر بکجور نے مزید اطمینان کے لئے اس کی توثیق چاہی، اور عمائد بنی کلاب نے اس کی ضمانت دی۔ چنانچہ اس نے حلب کا قلعہ سعدالدولہ کے حوالے کردیا، اور خود بطور حاکم حمص چلا گیا (۲)۔ ابوالحسن بن حسین المغربی کو سعدالدولہ نے کاتب بنا کر

---

۱۔ ابن اثیر ج ۹۔ حوادث سنہ ۳٦۲ ۔ ابن خلدون ج ۴۔ ص ۲۲۷۔ قریتاگ ۳۳٦، ۳۳۴ + ابن اثیر کے مطابق یہ واقعہ سنہ ۳٦٦ کا ہے۔

۲۔ ایضا

بکجور کے ساتھ بھیجا۔ مورخون نے حمص مین بکجور کے نظم ونسق کی بہت تعریف کی ھے۔ تفصیل آگے آئی گی۔

حلب پر سعدالدولہ کا قبضہ مکمل ھوگیا تو اھل شہر نے جامع مسجد کو دوبارہ تعمیر کرایا، اور فصیل شہر کی مرمت کر کے اسے مستحکم کرلیا۔ بعض مورخون کا خیال ھے کہ سنہ ۳۶۷ مین سعدالدولہ نے اذان مین حی علی خیر العمل محمد و علی خیر البشر کے الفاظ بڑھائے تھے، اور بعض کا قول ھے کہ یہ تبدیلی سنہ ۳۶۸ یا سنہ ۳۶۹ مین ھوئی تھی۔ اس کا مطلب صریحاً یہ تھا کہ سعدالدولہ اب اپنے آپ کو پوری پر فاطمی خلفاء کا مطیع سمجھتا اور ظاھر کرتا تھا، تاکہ اس سے محفوظ ھوجائے۔

ایک طرف توسعدلدولہ اپنےآپ کوفاطمی خلیفہ کا مطیع ظاھر کررھاتھا، اور دوسری طرف ھم دیکھتے ھین کہ اس نے اپنے ایک ایلچی، ابوالحسن اسماعیل بن ناصر الحسنی کوسلطان عضدالدولہ کے پاس مبارک باد دینے کے لئے بھیجا تھا، دیار مضر کی فتح مین اس سے مدد کا طالب ھوا تھا، اس کی اطاعت قبول کی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ اس کا نام خطبے میں لیا جائے گا۔ عضدالدولہ نے ابواحمد الموسوی کو اس کی مدد کے لئے بھیجا، اور دیار مضر کی فتح کےبعد رقہ اور اس کے اعمال کو اپنے قبضے مین رکھہ کر باقی علاقہ سعدالدولہ کے سپرد کردیا۔ خلیفہ طائع عباسی نے اس کے لئےخلعت بھیجی، سعدالدولہ کا خطاب عطا کیا، اور جن علاقون پر وہ قابض تھا ان کی حکومت اس کے سپرد کی۔ ظاھر ھےکہ خلیفہ نے یہ سب کچھ سلطان عضدالدولہ کے ایما سے کیا تھا، کیونکہ اس وقت خلفاء عباسیہ کا سیاسی اقتدار بالکل غائب ھوچکا تھا۔ عضدالدولہ نے بھی اسے ایک خلعت سے سرفراز کیا، اور خط مین "سیدی ومولائی و عدتی" کے الفاظ سے اسے مخاطب کیا۔ اب حلب اور اس کے نواح کی مسجدون مین پہلے خلیفہ طائع پھر عضدالدولہ اور پھر سعدالدولہ کا نام لیا جاتا تھا [۱]۔

معلوم ھوتا ھے کہ سنہ ۳۷۱ تک سعدالدولہ نہایت اطمینان سے بلا شرکت غیر سے حلب کا حکمران رھا۔ لیکن چونکہ وہ عضدالدولہ کو ایک بڑی رقم ادا کرچکا تھا اس لئے یونانیون کو وہ سالانہ خراج ادا نہ کرسکا جس کا فیصلہ گذشتہ عہد نامہ میں ھوا تھا کہ حکمران حلب ادا کریگا۔ اس لئے اب جمادی الاول سنہ ۳۷۱ دمستق باردیس فوکس Bardas Phocas حلب کے سامنے آموجود ھوا۔ دو دن بعد یونانی شہر کے باب الیہود پر حملہ کرنے کے لئے تیار ھوگئے۔ بہت طول وطویل خط وکتابت کے بعد یہ فیصلہ ھوا کہ ھر سال پوری وزن کے چار لاکھہ درھم ادا کئے جائیں گے۔ پانچویں روز باردیس واپس چلا گیا۔

## -۸-

سنہ ۳۷۲ میں سعدالدولہ اور اس کےحاکم حمص بکجور میں بگاڑ شروع ھوا۔ بکجور نے حمص پر والی مقرر ھونے کے بعد شہر کو دوبارہ تعمیر کرایا تھا، راستون کی حفاظت کی تھی اور وھاں کے رھنے

---

۱- مسکویہ ج ۲۔ ص ۳۹۲ + فریتاگ ص ۲۳۸ +

والوں کو مرفه الحال بنادیا تھا ۔ اتفاق سے اسی زمانے میں دمشق قحط کا شکار ہورہا تھا ۔ وہاں کے رہنے والوں نے جب حمص کی خوش حالی کا حال سنا تو وہ حمص آنے لگے، اور شہر کی آبادی خوب بڑھ گئی۔ بکجور نے بھی اہل دمشق کے آنے اور وہاں بسنے میں سہولتیں پیدا کیں ، اور ان کے لئے راستے محفوظ کردیۓ ۔اس کے علاوہ اس نے دمشق کو اتنا غله بھیجا که شہر کو قحط کی مصیبت سے نجات مل گئی ۔ اس وقت دمشق کی سیاسی حالت یه تھی که ابو محمود ابراھیم بن جعفر خلیفه عزیز کی طرف سے وہاں کا والی تھا ' مگر ایك اور امیر قسام اس پر حاوی تھا ۔آخر ابو محمود نے سنه ۳۷۰ میں وفات پائی ۔ بکجور نے پہلے فاطمیین کی بڑی خدمت کی تھی اور ان کے علاقے کو عربوں سے محفوظ رکھا تھا ۔ اب اس نے ابوالحسن المغربی کے مشورے سے خلیفه عزیز فاطمی سے خط وکتابت شروع کی اور درخواست کی که اسے دمشق کا حاکم مقرر کردیا جائے ۔ عزیز نے اسے لکھا که " ان تصیر الی بابنالنولیك دمشق" ۔ سعدالدوله کو جب اس ساز باز کی اطلاع ہوئی تو اس نے بکجور سے مطالبه کیا که حمص خالی کردے ۔ اب بکجور نے عزیز کو لکھا که اپنا وعدہ پورا کرے ۔ خود مصر میں ایسے حالات پیدا ہوگئے تھے که خلیفه عزیز کو اپنی تمام فوجیں شام سے واپس بلالینی پڑی تھیں ۔ مجبوراً اس نے بکجور کو والی دمشق مقرر کردیا اور اپنے سپه سالار بلتکین اور کاتب جیش منشا کو لکھا که دمشق کو بکجور حوالے کر کے وہاں سے واپس چلے آئیں ۔ مگر بلتکین نے لیت ولعل کیا جس کی وجه آگے بیان ہوگی ۔

اسی اثناء میں بکجور نے سعدالدوله کے تقاضوں کا جواب یه دیا که عزیز کو لکھا که حلب فتح کرنا نہایت آسان کام ہے ، اور اس مقصد کے لئے فوجیں بھیج دی جائیں ۔ عزیز نے دمشق کی فوجوں کا ایك حصه اس کے حوالے کیا ، اور بکجور نے حلب کا محاصرہ کر لیا ۔ ادھر حسب معاھدہ یونانیوں نے سعدالدوله کی مدد کی، اور دمستق باردیس انطاکیه پہنچ گیا ۔ یہاں سے مفرج بن دغفل بن الجراح نے، جو یونانیوں کے زیر سیادت انطاکیه کا حاکم تھا ، بکجور کو اس کی اطلاع دی ۔ بکجور نے فوراً محاصرہ اٹھا کر حمص کی راہ لی ۔ یونانی فوج نے اس کا تعقب کیا ۔ دمستق نے اہل حمص سے کچھ تعرض نہیں کیا ، بلکه شہر میں داخل ہوکر وہاں کا کنیسه دیکھا اور براہ بقیعه طرابلس کی طرف روانه ہوگیا ۔ اب اس نے اہل حمص کے پاس ایك قاصد بھیج کر مال کا مطالبه کیا ، مگر اہل حمص نے عذر کیا که شہر تباہ حال ہے ۔ اس لئے دمستق حمص واپس آیا ، اور شہر کا محاصرہ کر کے اعلان کیا که جو لوگ چلے جائیں گے وہ امن میں رہینگے ۔ یونانی لشکر شہر میں داخل ہوا ، شہریوں کو گرفتار کیا ، اور شہر کا ایك حصه اور جامع مسجد جلا ڈالی ۔ لوگوں نے غاروں میں پناہ لی ۔ لیکن ان کے منه پر آگ جلادی گئی ، اور لوگ دھوین میں دم گھٹ کر مرگئے ۔ یه واقعه جمادی الاول سنه ۳۷۳ھ کا ہے ۔ یه حمص کی دوسری لوٹ تھی ۔ کہتے ہیں که خود سعدالدوله نے بکجور سے ڈر کر یونانیوں کو اس پر آمادہ کیا تھا ۔ یه نقصان اٹھا کر بکجور کے وہ سپاھی جو عسکر دمشق سے تعلق رکھتے تھے اپنے سپه سالار بلتکین کے پاس واپس چلے گئے ۔ اور بکجور اس انتظار میں رہا که کب قائد بلتکین وہاں سے نکلے اور وہ وہاں جائے ۔

اس دیر کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ عزیز کے وزیر یعقوب بن کلس نے، جو پہلے مذھباً یہودی تھا اور بعد میں مسلمان ہوگیا تھا [۱]، بلتکین کو لکھا تھا کہ دمشق بکجور کے حوالے نہ کرے۔ بکجور نے عزیز کو اس طرف متوجہ کیا اور وعدہ یاد دلایا۔ عزیز نے ابن کلس سے وجہ پوچھی۔ اس نے بکجور کے والی دمشق ہونے پر اعتراض کیا اور کہا کہ وہ وہاں بھی فساد مچائے گا۔ مگر عزیز کو وعدہ کا پاس تھا۔ اس لئے ابن کلس نے کاتب جیش منشاء بن ضرار کو حکم دیا کہ دمشق بکجور کے حوالے کردے۔ بلتکین اور منشا نے حکم کی تعمیل کی۔ اتوار کے دن غرۂ رجب سنہ ۳۷۳ کو یہ دونوں مصر روانہ ہوگئے، اور ۷۔ رجب کو بکجور والی شہر کی حیثیت سے دمشق میں داخل ہوا۔ اسے معلوم ہوچکا تھا کہ دیر کا اصلی سبب خود ابن کلس ھے۔ اس لئے اب دونوں میں دشمنی ہوگئی، اور بکجور نے عصیان اور طغیان کا آغاز کیا۔ اس نے باشندگان شہر اور خصوصاً ابن کلس کے آدمیوں کو طرح طرح سے ستایا۔ بالآخر تنگ آکر سنہ ۳۷۸ میں خلیفہ عزیز نے منیر قائد کی سرکردگی میں ایک فوج بکجور کے خلاف بھیجی، اور حکم دیا کہ تمام والیان اعمال منیر کی مدد کریں۔ بکجور نے پھر بنی کلاب کو جمع کیا، مگر شکست کھائی اور منیر نے دمشق پر قبضہ کرلیا۔ بکجور نے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لی۔ بالآخر وہ رقہ پہنچا اور اس پر اور رحبہ کے گردونواح کے مقامات پر قابض ہوگیا۔ اب اس نے سلطان بہاء الدولہ اور بادالکردی سے، جو اس زمانے میں موصل پر قابض اور دیار بکر کا مالک تھا، مدد مانگی، مگر مایوسی ہوئی۔ پھر اس نے سعدالدولہ سے خط وکتابت شروع کی، اور اس شرط پر اس کا مطیع ہوجانے کی خواہش کی کہ اسے پھر حمص کا والی مقرر کردیا جائے۔ مگر وہاں سے بھی کوئی قابل اطمینان جواب نہ ملا۔ اس لئے مجبور ہوکر وہ پھر خلیفہ عزیز کی طرف متوجہ ہوا۔ ابن کلس نے یہ دیکھ کر وہ خطرناک ثابت ہوسکتا ھے اسے دوبارہ دمشق کا حاکم مقرر کردیا۔ مگر بکجور رقہ ھی میں رہا، اور دمشق محض برائے نام اس کے زیر حکومت تھا۔ مگر ابھی وہ حلب کی طرف سے مایوس نہیں ہوا تھا، اور سعدالدولہ کے موالی سے برابر خط وکتابت کر رہا تھا [۲]۔

اس اثناء میں سنہ ۳۸۰ میں وزیر یعقوب بن کلس مر گیا، اور ایک عیسائی عیسی بن نسطور خلیفہ عزیز کا وزیر ہوا۔ بکجور نے اب پھر حلب کی فتح کا لالچ دلایا؛ مگر ایک خط میں وزیر کو ایسے الفاظ سے مخاطب کیا جو اس کے شایان شان نہ تھے، لہذا عیسی بن نسطور بھی اس سے ناراض ہوگیا۔ مگر خلیفہ کے حکم سے دونوں میں بظاہر صلح ہوگئی۔ بکجور نے عیسی کے خوف سے عرب قبائل سے تعلقات بڑھائے اور ان میں شادیاں کرکے بزعم خود ان کی طرف سے مطمئن ہوگیا۔ حلب میں اس کے همدرد اب تک موجود تھے۔ انہوں نے اسے اطلاع دی کہ سعدالدولہ لہو ولعب میں مشغول، اور امور سلطنت کی طرف سے غافل ھے، اور حلب کا فتح کرنا مشکل کام نہیں ھے۔ بکجور نے ان باتوں کی اطلاع خلیفہ عزیز کو دی، اور خلیفہ نے نزال الغوری، حاکم طرابلس الشام، کو حکم دیا کہ وہ بکجور کی مدد کرے۔

---

۱۔ ذھبی ج ۱۔ ص ۱۸۰ +

۲۔ یہ تفصیل ابن القلانسی (ص ۲۸-۳۳) سے کی گئی ھے۔ مگر دیکھو ابن اثیر ج ۹ حوادث سنہ ۳۷۲ + ابوشجاع (مسکویہ ج ۳) ص ۳۰۸ + ابن خلدون ج ۴۔ ص ۲۵۰ + فرتیاگ ص ۳۳۹ - الخ +

آدھر سنه ٣٧٦ میں سعدالدوله نے یه محسوس کر کے که خلفاء فاطمیین کی طاقت شام میں بڑھتی جارہی ھے' اور آس کا دشمن بکجور دمشق کا حاکم مقرر کیا گیا ھے' خلیفه عزیز کو پھر اپنا مقتدر اعلی تسلیم[1] کیا، اور آس کا نام خطبون میں لیا جانے لگا۔ خلیفه عزیز نے بھی آس کے پاس خلعت بھیجی' جسے پہن کر وہ گویا حلب پر خلیفه کا حاکم بن گیا۔ لیکن سعدالدوله کی یه اطاعت پذیری بھی آس کے کام نه آئی، اور جیسا که اوپر بیان ھوا ھے خلیفه نے بکجور کو حلب فتح کرنے مین مدد دینے کا وعده کر لیا۔

نزال غوری، حاکم طرابلس الشام کا شمار مغاربه کے عمائد اور بہترین سپه سالارون مین ھوتا تھا۔ مگر وہ عیسیٰ بن نسطور کا پروردہ تھا۔ گو خلیفه نے بکجور کی مدد کرنے کا حکم دیا تھا' مگر عیسیٰ نے آسے لکھا که وہ مدد کرنے مین دیر کرے۔ دوسری طرف بکجور نے اس مہم کی تیاری بڑی احتیاط سے کی' اور نزال کو اطلاع دی که فلاں دن اور فلاں وقت آس کی فوجین حلب کے سامنے پہچینگی، اور وہ وھاں آس سے آملے۔ بکجور پہلے قلعه بایس گیا، اور پانچ دن آس کے محاصرے مین ضائع کئے، پھر پوری توقع کے ساتھ که نزال آس سے آملےگا' حلب روانه ھوا۔ سعدالدوله بھی ان حالات و کوائف سے غافل نه تھا۔ آس نے یونانی قیصر بسیل کو خطرے کی اطلاع دی، اور استدعا کی که بوقت ضرورت البرجی کو اس کی مدد کا حکم دیا جائے۔ بکجور نے جب یه سنا که سعدالدوله نے تمام انتظامات مکمل کر لئے ھین اور البرجی اس کی مدد پر آمادہ ھے تو وہ ناعورہ میں ٹھیرا۔ سعدالدوله نے ٢٢ محرم سنه ٣٨١ کو جمعرات کے دن حلب کے باب الجنان کے سامنے اپنا معسکر بنایا' اور ٣٠ محرم کو وھاں سے کوچ کیا۔ چھه ھزار سپاھی اس کے ھمرکاب تھے۔ نبو عمرو بن کلاب کے صرف پانچ سو آدمی اس کی فوج میں تھے' باقی سب بکجور سے مل گئے تھے۔ اپنی روانگی سے قبل سعدالدوله نے یه احتیاط کی که اپنے اهل خاندان اور خزانه کو قلعه میں محفوظ کر دیا۔ سیف الدوله کا مولا، لؤلؤ الکبیر الجراحی بھی'جو سعدالدوله کا حاجب تھا' اس مہم میں اس کے ساتھ تھا۔ سعدالدوله نے بکجور کا لاؤلشکر دیکھا تو گھوڑے سے اتر کر دو رکعت نماز ادا کی اور فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ جنگ شروع ھونے سے قبل سعدالدوله نے چاھا که بکجور کے ساتھ دوستانه تصفیه ھوجائے' اور اس نے حمص کے علاوہ رقه بھی اسے دینے کا وعده کیا۔ مگر بکجور اپنے حلیفوں کے گھمنڈ مین تھا۔ اس نے کہلا بھیجا که اس خط کا جواب سعدالدوله آنکھون سے دیکھیگا۔ پھر اس نے اپنا مقدمة الجیش دو موالی یروح اور رشیقی کی ماتحتی میں آگے بڑھایا۔ دیرالراهب کے قریب دونون مقدمة الجیش ایك دوسرے کے مقابل ھوئے۔

دو باتون نے آنے والی جنگ مین سعدالدوله مدد کی۔ اول تو سعدالدوله سخی تھا۔ اس کا معمول تھا که جو لوگ جنگ میں بہادری دکھاتے تھے انھیں خلعتوں اور انعام و اکرام سے سرفراز کرتا تھا۔ بکجور بخیل تھا۔ وہ بہادر سپاھیون کے نامون کا اعلان کرتا تھا اور بس۔ اس سے اس کی فوج میں بد دلی پھیل گئی۔ دوسرے سعدالدوله نے عربون سے خط و کتابت کر کے انھین امان اور انعام و اکرام کا وعده دیا اور بکجور سے توڑ لیا۔ صرف اتنا ھی نھین بلکه عربون نے بکجور کی چھاؤنی پر حمله کر کے

اسے بھی لوٹ لیا۔ اب بکجور نے دیکھا کہ ہر طرف ناکامی ہی ناکامی ہے تو اُس نے اپنے کاتب المغربی سے مشورہ کیا۔ اُس نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ہم رَقّہ واپس چلے جائین اور خلیفہ عزیز کو اطلاع دین کہ باوجود وعدے کے نزال نے مدد نہین کی۔ مگر ایک اور کاتب نے المغربی کی مخالفت کی اور بکجور کو لڑنے پر رضامند کرلیا۔ اب المغربی نے اپنی حفاظت کی فکر کی، اور ایک بدو سلامہ بن نازک نامی کو راضی کرلیا کہ ایک ہزار دینار کے بدلے مین اُسے رقہ پہنچادے۔

جمعرات کے دن ۲ صفر سنہ ۳۸۱ (۱۰ اپریل سنہ ۹۹۱) کو جنگ شروع ہوئی۔ بکجور کو اپنی ذاتی بہادری پر بڑا بھروسہ تھا۔ اُس نے تجویز کی کہ اپنے چارسو چیدہ سپاہیون کو لے کر حملہ کرے اور سعدالدولہ تک پہنچ جائے۔ مگر انہین مین سے ایک نے غدر کیا، اور لؤلؤ کو اس ارادے کی اطلاع کردی۔ لؤلؤ فوراً سعدالدولہ کے پاس آیا؛ اس کی استدعا پر باقاعدہ فوجی تنظیم کے وقت لؤلؤ نے سعدالدولہ کی جگہ لی اور سعدالدولہ لؤلؤ کی جگہ آ گیا۔ جنگ کے دوران مین حسب تصفیہ بکجور نے حملہ کیا، اور لؤلؤ پر ایسا وار کیا کہ تلوار اس کی کھوپڑی تک پہونچ گئی، بکجور نے بزعم خود سمجھ لیا کہ اس نے سعدالدولہ کو قتل کردیا ہے۔ لؤلؤ گھوڑے سے گر پڑا۔ اب سعدالدولہ اپنی جگہ آ گیا۔ اسے دیکھ کر فوج کے سپاہیون کو اطمینان ہو گیا، اور وہ اس بے جگری سے بکجور پر حملہ آور ہوئے کہ اس کی فوج کے قدم اکھڑ گئے، اور موالی کی ایک بڑی تعداد قتل ہوئی۔ بقیۃ السیف قید ہوئے۔ بکجور صرف سات آدمیون کے ساتھ بھاگا۔ وہ ایک قیمتی گوڑے پر سوار تھا، آخر ایک ندی تک آیا، جس سے ایک پن چکی کو پانی دیا جاتا تھا، اور جو صرف دو ذرعہ چوڑی تھی۔ بکجور نے چاہا کہ گھوڑے کو اڑا کر کود جائے۔ مگر گھوڑا وہان ٹھٹھک کر رہ گیا۔ اس عرصہ دس عرب فارسون نے جو اسے نہین پہچانتے تھے، اسے جا لیا۔ انہون نے بکجور اور اس کے ساتھیون کے کپڑے اتر وائے اور چل دئے۔ بکجور نے پن چکی میں پناہ لی، اور آخر قبیلۂ قطن کے ایک عرب کی پناہ میں آ گیا۔ عرب نے پہلے تو بکجور پر احسان کیا۔ مگر اس کا بخل مشہور تھا، اور عرب یہ سمجھتا تھا کہ اُس سے صلے کی توقع نہیں ہے۔ آخر اُس کی نیت بدل گئی، اور وہ سیدھا سعدالدولہ کے پاس پہنچا۔ سعدالدولہ نے ایک لاکھ درہم، سو اونٹ گیہون، اور پچاس تھان کپڑے کے بدلے میں بکجور کو خرید لیا۔ اب اُس نے لؤلؤ سے مشورہ کیا، اور اس خیال سے کہ اگر سعدالدولہ کی بہن ست الناس نے اُس کی سفارش کی تو وہ بچ جائے گا، لؤلؤ نے مشورہ دیا کہ بکجور کو فوراً قتل کر دیا جائے۔ اس مشورہ پر عمل ہوا[۱]۔

—۹—

بکجور کا تو خاتمہ ہوگیا۔ مگر رَقّہ ابھی اُسی کے ہمدردون کے قبضے مین تھا سعدالدولہ نے پہلے تو اس یونانی فوج کو جو اس کی مدد کے لئے آئی تھی رخصت کیا، اور پھر رَقّہ روانہ ہوگیا۔ اس نے شہر

---

۱۔ ایضاً +

کا محاصرہ کیا۔ بکجور کا ایک مولا سلامۃ الرشیقی اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ اور یہیں بکجور کے اہل خاندان، اس کا خزانہ اور کاتب المغربی بھی تھے۔ سعد الدولہ نے الرشیقی کو لکھا کہ شہر اس کے حوالہ کر دیا جائے۔ رشیقی نے جواب دیا کہ میں تیرا، بلکہ تیرے مملوک کا مملوک ہوں، لیکن بکجور کا عہد میری گردن میں ہے۔ شہر صرف اس شرط پر حوالے کر سکتا ہوں کہ بکجور کے اہل وعیال کو امان دی جائے اور سوائے اسلحہ کے جو تیرے حوالے کر دئے جائینگے، تمام خزانہ بھی انہیں کی ملکیت میں دے دیا جائے، ورنہ تلوار ہم دونوں میں فیصلہ کریگی۔ سعدالدولہ نے امان کا حلف اٹھایا، اور شہر اس حوالے کر دیا گیا۔ اس امان میں المغربی بھی شامل تھا، بشرطیکہ وہ سعدالدولہ کی سلطنت میں رہے۔ مگر المغربی کوفہ بھاگ گیا، اور مشہد علیؓ میں پناہ لی۔

اب جب بکجور کے اہل وعیال قلعے سے نکلے اور اپنا خزانہ ساتھ لائے تو سعدالدولہ منہ کے میں پانی بھر آیا۔ اس نے اپنے دربار کے قاضی ابوالحصین سے کہا کہ مجھے خیال بھی نہیں تھا کہ بکجور کے پاس اس قدر مال ودولت ہے۔ قاضی نے جواب دیا کہ بکجور تمہارا غلام تھا، تم نے اسے آزاد کیا اور پھر خرید لیا۔ اس لئے اب اس کا خاندان غلاموں کی حیثیت رکھتا ہے، اور اس کی دولت بھی در حقیقت تمہاری ہی ہے۔ اگر یہ خزانہ تم ضبط کرلو تو حلف نہیں ٹوٹے گا۔ قاضی کے اس فیصلے کے مطابق سعدالدولہ نے بکجور کے اہل وعیال کو قید کر دیا، اور خزانہ ضبط کرلیا۔ اس فیصلے کے متعلق ایک مورخ لکھتا ہے۔ فما کان أسوأ محضر هذا القاضی الذی حسّن لسعدالدوله تسویل الشیطان و افتاه بنقص الایمان ثم لم ینقع بما زین له من عذره و لبس علیه من امره حتی تکفل له بحمل وزره۔ وهل احد حامل و زر غیره۔ اما سمع قول الله تعالی فی اهل الضلالة: و قال اللذین کفرو اللذین آمنوا اتبعوا سبیلنا و لنحمل خطایاکم وماهم بحاملین من خطایاهم من شیئ انهم لکاذبون [۱] (سورۂ عنکبوت آیت ۱۱) +

بکجور کے اہل خاندان نے خلیفہ عزیز سے فریاد کی۔ عزیز نے فائق الصقلابی کو ایک تہدیدی خط دے کر حکم دیا کہ ایک تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہو کر فوراً سعدالدولہ کی طرف روانہ ہو جائے۔ لیکن وہ اس وقت پہنچا جب سعدالدولہ رقہ سے واپس آکر حلب کے سامنے ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے خط پڑھا تو آگ بگولا ہوگیا، اعیان و اکابر کو سنایا اور مشورہ طلب کیا۔ سب نے ایک زبان ہوکر جواب دیا کہ ہم تیرے مملوک اور تیرے حکم کے تابعدار ہیں۔ سعدالدولہ نے قاصد کو اپنے سامنے بلایا، اور اسے اس وقت تک پٹواتا رہا جب تک کے وہ خط نگل نہ گیا، پھر کہا کہ «تم اپنے آقا کے پاس واپس چلے جاؤ اور کہ دو کہ اسے فوج لانے کی ضرورت نہیں، بلکہ میں ھی اس کے پاس آوں گا اور رملہ کے میدان میں جواب سناؤں گا»۔ فائق مصر واپس چلا گیا، اور سعدالدولہ نے اپنی فوج کا ایک حصہ حمص بھیج دیا۔ وہ خود حلب کے باہر ٹھہر کر اپنے معاملات کا انتظام کرتا رہا، اور ارادہ کیا کہ چند روز بعد وہ فوج سے جاملے گا۔ مگر وہ قولنج میں مبتلا ہوا، جو خطرناک اور تکلیف دہ ثابت ہوا۔ ذرا اچھا ہونے کے بعد طبیبوں نے اسے مشورہ دیا کہ علاج اور آرام کی غرض سے وہ حلب کے اندر آجائے۔

---

۱- ابوشجاع (مسکویہ ج ۳)۔ ص ۲۱۵ +

اب چوں کہ سعد الدولہ دوبارہ فتح یاب ہو کر حلب آرہا تھا، اس کے اس خوشی میں شہر کوخوب سجایا گیا، اور ایک جلوس ترتیب دیا گیا - آرام لینے کے بعد جس دن وہ حلب سے فوج کی طرف سے روانہ ہونے والا تھا رات کو اس کی ایک لونڈی اس کے پاس رہی - اس رات اس پر فالج گرا، جسم کا دایاں حصہ بے کار ہو گیا؛ اور پلنگ سے نیچے گر پڑا - لونڈی نے بھاگ کر اس کی بہن ست الناس کو اس کی اطلاع دی - اسی وقت طبیب بلائے گئے؛ اور انہوں نے حکم دیا کہ بیمار کے کمرے میں ند اور عنبر جلایا جائے - پھر ایک طبیب نے نبض دیکھنی چاہی - سعد الدولہ نے بایاں ہاتھ بڑھایا، مگر طبیب نے دھنا ہاتھ مانگا - سعدالدولہ نے اپنا حلف توڑنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ "ما ترکت لی الیمین یمینا"- جس کا مطلب یہ تھا قسم (یمین) نے اس کا دایاں ہاتھ (یمین) نہیں چھوڑا - اس کے بعد وہ صرف تین دن زندہ رہا، اور ٢٥ رمضان سنہ ٣٨١ ( دسمبر سنہ ٩٩١ ) کو اتوار کے دن تقریبا چالیس برس کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا - اس کا جنازہ رقہ لے جایا گیا، اور وہیں دفن کیا گیا -

اس کے دوران حکومت میں حسب ذیل قاضی رہے : ابن الخشاب، جو ہاشمی تھا؛ شریف ابو علی حسن بن محمد الحسینی، یہ دین دار اور عالم شخص تھا، اور سنہ ٣٦٣ سے سنہ ٣٧٩ تک اس نے قاضی کے فرائض انجام دیئے؛ ابو محمد عبداللہ بن محمد - اس کے کاتب ابو الحسن علی بن حسین المغربی اور مصیصی تھے، اور حاجب لؤلؤ الکبیر الجراحی اس نے دو بیٹے چھوڑے - بڑے کا نام ابو الفضائل سعید اور چھوٹے کا نام ابو الھیجا عبداللہ تھا [1]

— ١٠ —

سعدالدولہ کی وفات کے بعد اسی دن لؤلؤ الکبیر نے ابو الفضائل کو سعید الدولہ کے خطاب سے بادشاہ بنادیا، اور فوج حمص سے حلب واپس آ گئی- ابو الفضائل ہی کو سعدالدولہ نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا، اور وصیت کی تھی اس کی بہن ست الناس اور اس کے چھوٹے بیٹے ابو الھیجا کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے [2] - اب لؤلؤ سپہ سالار مقرر ہوا، اور اس نے اور ابو الفضائل نے حلف اٹھایا کہ وہ ان دونوں کے کذارے کے ذمہ دار ہوں گے - سعد الدولہ کی فوج نے بھی اطاعت شعاری کا حلف اٹھایا- مگر خادم بشارہ چار سو موالی کے ساتھ خلیفہ عزیز کے پاس مصر چلا گیا - یہ شخص در حقیقت مصر ہی کا تھا، اخشید کا آزاد کردہ غلام تھا اور پھر سیف الدولہ کے پاس آ گیا تھا - سعد الدولہ کے ابتدائی عہد میں اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں - یہی حال رقی الصبقلی کا ہوا [3] - وہ چار سو موالی کے ساتھ مصر چلا گیا - یہی طرز عمل چند افسروں نے اختیار کیا -

---

١- ابو شجاع ( مسکویہ ج ٣ ) ص ٢٠٨ — ٢١٦ +

٢- ابن القلانسی ص ٣٩ +

٣- ابو شجاع ( ص ٢١٧ ) نے اس کا نام وفا العقلی لکھا ہے - مگر ابن القلانسی کے مطابق یہ رقی الصقلی ہے - ص ٣٩ +

فاطمین مغاربہ کی طاقت سے تنگ آگئے تھے، اور ان کے توڑ کے لئے ترکوں کو بھرتی کر رہے تھے۔ خلیفہ عزیز نے سعدالدولہ کے ان افسروں کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ وہ حمدانی سپاہیوں کو خاص طور پر پسند کرتا تھا، کیوں کہ ان کی بہادری اور تجربہ کاری تمام دنیا میں مشہور تھی، یہاں تک کہ قیصر نقفور ان میں سے ایک کے مقابلے کے لئے دس یونانی میدان میں بھیجا کرتا تھا۔ خلیفہ نے ان لوگوں پر یہ احسان کیا کہ بشارہ کو طبریہ پر، رق کو عکہ اور تمام سرحدی علاقے پر، اور رباح کو قیساریہ پر حاکم مقرر کر دیا۔ دوسری طرف لؤلؤ نے سعدالدولہ کا تمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لینا شروع کیا، اور اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کر دی۔ ان کاموں میں سے فرصت ہوئی تو خیال آیا کہ یونانیوں سے جس خراج کی ادائی کا تصفیہ ہوا تھا، اس کا انتظام کیا جائے۔ اس غرض کے لئے نہایت ظلم ستم سے رقم جمع کی گئی، زمینوں پر دگنا لگان لگایا گیا اور جو جاگیریں سعدالدولہ اور اس کے باپ نے ضبط کر لی تھیں وہ ان کے مالکوں کو واپس کر دی گئیں تاکہ ان سے رقم وصول کی جاسکے۔

یاد ہوگا کہ المغربی رقہ سے بھاگ کر کوفہ گیا تھا اور مشہد علی میں پناہ گزین ہوا تھا، یہاں اس نے خلیفہ عزیز سے خط و کتابت شروع کی، اور اجازت چاہی کہ وہ مصر میں آکر اس کی پناہ میں رہنا چاہتا ہے۔ عزیز نے اسے اجازت دے دی۔ چنانچہ سنہ ۳۸۱ میں ہی وہ مصر روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے بہت جلد عزیز کے مزاج درخور حاصل کر لیا، یہاں تک کہ خلیفہ اندرونی معاملات میں اس سے مشورہ لینے لگا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ بیرونی معاملات میں بھی وہ مداخلت کرنے لگا۔ المغربی نے خلیفہ سے حلب کی خوب تعریف کی، اس کی مال و دولت اور کمزوری کے حالات بیان کیئے، اور کہا کہ اس پر قبضہ کرنا مشکل نہیں۔ آخر عزیز نے منظور کر لیا، اور ایک ترک غلام منجوتکین [1] کو رفتہ رفتہ ترقی دے کر تمام شام کا حاکم مقرر کر دیا، اور احمد بن محمد القشوری کو اس کا کاتب بنایا۔ پھر اسے حلب پر فوج کشی کا حکم دیا۔ اور بطور مشیر المغربی کو اس کے ساتھ کر دیا [2]۔ اس کے علاوہ قائد منیر، حاکم دمشق عصیان و طغیان پر تلا ہوا تھا۔ المغربی نے وعدہ کیا کہ منیر کا قلع قمع کرنے کے بعد حلب پر حملہ کیا جائے گا۔ منجوتکین شام پہنچا۔ اس نے پہلے منیر کا خاتمہ کیا، جو پہلے حملے کی تاب بھی نہ لا سکا اور گرفتار ہوا۔ اس کے بعد تیس ہزار فوج لے کر اس نے حلب کا محاصرہ کیا۔ سعیدالدولہ اور لؤلؤ قلعہ بند ہوگئے، اور لؤلؤ نے مصری فوج کی آمد کی خبر سن کر بسیل قیصر قسطنطنیہ کو مدد کے لئے لکھا۔ اور چاہا کہ یونانیوں کے ساتھ اب بھی ویسا ہی معاہدہ ہوجائے جیسا کہ سعدالدولہ کے عہد میں طے پایا تھا۔ قیصر خود اس وقت روسیوں سے جنگ میں مشغول تھا، اور ایشیا نہ آسکتا تھا۔ اس لئے اس نے البرجی حاکم انطاکیہ کو لکھا کہ حلب کی مدد کی جائے۔ البرجی پانچ ہزار آدمی لے کر روانہ ہوا، اور انطاکیہ اور حلب کے درمیان جسر جدید پر آکر ٹھہرا۔ منجوتکین اور المغربی کو جب یونانی نقل و حرکت کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنے مشیروں سے مشورہ کے بعد طے کیا کہ حلب کا محاصرہ اٹھا کر پہلے یونانیوں کا

---

۱۔ یا بنجوتکین، بنجتکین۔

۲۔ ابو شجاع۔ ص ۲۱۷ +

مقابلہ کیا جائے، تاکہ دونوں دشمن مجتمع نہ ہونے پائیں۔ منجوتکین حلب سے روانہ ہوا، اور دریائے عاصی (Orontes) کے کنارے ٹھہرا۔ دریا مسلمانوں اور یونانیوں میں حائل تھا، اور کوئی معبر نہ تھا۔ منجوتکین کی فوج کا ایک دیلمی سپاہی ایک ڈھال اور تین نیزے لئے ہوئے فوج سے نکلا اور دریا میں کود پڑا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر ہمت کی، اور تمام فوج، باوجود منجوتکین کے منع کرنے کے، اس کے پیچھے ہو گئی۔ اس کے بعد جو جنگ ہوئی مسلمان اس میں فتح یاب ہوئے۔ البرجی تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ بھاگا۔ مسلمانوں نے اس کی چھاؤنی لوٹ لی۔ اس جنگ میں یونانیوں کے دس ہزار آدمی قتل ہوئے۔ یہاں سے آگے بڑھ کر منجوتکین انطاکیہ پہنچا۔ وہ شہر فتح نہ کر سکا، اور نہ اس کا موقعہ تھا، لیکن شہر کے قریوں اور آبادیوں کو لوٹا اور جلا ڈالا۔ حلب میں یہی زمانہ غلہ جمع کرنے کا تھا۔ لؤلؤ نے اس خیال سے کہ یہ دشمن کے ہاتھ نہ آجائے تمام غلہ تباہ کر دیا۔ منجوتکین انطاکیہ سے فارغ ہو کر پھر حلب کے محاصرے میں مشغول ہو گیا۔

لؤلؤ نے دیکھا کہ یونانیوں کی حمایت اور مدد بے کار ثابت ہوئی ہے اور مصری فوج بجائے کمزور ہونے کے زیادہ مضبوط ہو گئی ہے تو اس نے المغربی اور قشوری سے خط و کتابت شروع کی، انہیں مال و دولت کا لالچ دلایا، اور ان سے یہ چاہا کہ وہ منجوتکین کو مشورہ دے کر اسے اس سال حلب سے واپس جانے اور آئندہ سال محاصرہ کرنے پر رضامند کر لیں۔ یہ ترکیب کارگر ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ خود منجوتکین کو دمشق کی عیش و عشرت یاد آرہی ہے، اور غلہ کی کمی اور دوسرے تکلیفوں سے تنگ آ گیا ہے۔ بالآخر انہوں نے اسے اس پر راضی کر لیا کہ وہ حلب سے چلا جائے۔ ان تینوں نے خلیفہ عزیز کو صورت حال کی اطلاع دی، اور اجازت کے طالب ہوئے قبل اس کے کہ ان کی عرضداشت کا جواب آئے وہ حلب سے روانہ ہو گئے۔ خلیفہ عزیز کو یہ معلوم ہوا تو اسے سخت غصہ آیا، اور المغربی کے دشمنوں کو بھی خلیفہ کے کان بھرنے کا موقعہ مل گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ المغربی معزول کیا گیا اور اس کی جگہ صالح بن علی روذباری مقرر ہوا۔

لشکر کو رسد پہنچانے کی غرض سے خلیفہ عزیز نے مصر سے براہ بحر غلہ طرابلس الشام بھیجا، اور پھر وہاں سے حصن افامیہ منتقل کیا۔ حسب فیصلہ سنہ ۳۸۴ میں منجوتکین پھر حلب آیا اور تیرہ مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ اس عرصہ میں سپاہی افامیہ جا کر اپنی ضروریات زندگی حاصل کرتے تھے، اور پھر فوج میں واپس آجاتے تھے منجوتکین نے اپنی چھاؤنی میں ہی سرائیں، حمام اور بازار قائم کر لئے تھے۔ مگر سعید الدولہ اور اس کے ساتھی ابھی قلعے میں ہی تھے۔ سامان رسد کی کمی تھی۔ لؤلؤ جہاں تک ہو سکتا تھا جنگ کی سختی میں کمی کرتا تھا۔ اس نے لوگوں کو آزادی دے رکھی تھی کہ جو وبا اور قحط کا مقابلہ نہ کر سکیں وہ شہر سے چلے جائیں۔ اس اثناء میں لؤلؤ نے پھر بسیل کو مدد کے لئے لکھا، اور کہلا بھیجا کہ اگر حلب فتح ہو گیا تو انطاکیہ کی خیر نہیں، اور اس نقصان کی تلافی ناممکن ہو جائیگی

یه سن کے بسیل بذات خود روانه هوا ، اور تین سو فرسنگ کا فاصله صرف چھتیس دن مین طے کر کےحلب کے سامنے آموجود هوا۔ بہار کا موسم تھا ۔ منجوتکین اور اهل فوج نے بالکل اطمینان کے ساتھ اپنے مویشی چراگاهوں کو بهیج دئے تھے که اچانك غیر متوقعہ طور پر بسیل آن پہنچا ۔ اب ایسے سیاسی چال کہئے ' یا جیسا که ایك مورخ نے لکھا هے [۱] ، حمایت اسلام ، که لؤلؤ نے منجوتکین کو قیصر کے قریب آنے کی اطلاع دی ، اور کہلا بهیجا که حمایت اسلام مین هم دونوں مشترك هیں ، اس لئے مین تمهیں خبردار کرتا هوں ۔ منجوتکین نے یه سن کر فورا محاصره اٹھا لیا' ذخائر جلا ڈالے' بازار اور مکانات مسمار کرادئے ، اور جس قدر ممکن هو وهاں سے روانه هوگیا ۔ بسیل حلب کی دیواروں کے تلے آکر ٹھیرا ۔ لؤلؤ اور سعید الدوله آس سے ملے ، اور آس کی خدمت میں بیش بہا تحائف پیش کئے ۔ تیسرے دن قیصر نے شام کی طرف کوچ کیا ۔ آس نے حمص فتح کر کے آسے لوٹا ، طرابلس کا چالیس دن تك محاصره کیا اور پھر آس کی فتح سے مایوس هوکر اپنے ملك کو واپس چلا گیا ۔ حلب کا یه محاصره سنه ۳۸۴ میں شروع هوا اور ربیع الاول سنۂ ۳۸۵ میں ختم هوا ۔

خلیفه عزیز کو منجوتکین کی اس ناکامی کی اطلاع هوئی تو اسے سخت صدمه هوا، اور اس نے فوراً فوج جمع کرنے کاحکم دیا ۔ وہ خود قاهره سے نکل کر فوج کےساتھ بلبیس آیا، اور شهر کے باهر اترا ۔ مگر یہاں بیمار هوا ، اور جب زیست سے بالکل مایوس هو گیا تو اپنے خاص خادم ایك ترك سردار برجوان کو وصیت کی که اس کے بیٹے کو الحاکم کے لقب سے خلیفه بنایا جائے ۔ یہیں سنه ۳۸۶ میں اس کا انتقال هوگیا ۔ اب مصر اس قابل نه رها که حلب کی طرف توجه کرسکتا ۔ اول تو خود خلیفه حاکم کی عمر صرف تیره برس کی تھی ۔ دوسرے هم ذکر چکے هیں که خلیفه عزیز کی کوشش تھی که مغاربه اور بالخصوص کتامه کا زور توڑ کر ترکوں کو ان کی جگه قائم کرے ۔ اس نے ان ترکوں کی ایك بڑی تعداد جمع بھی کرلی تھی ۔ اب اس کی موت پر برجوان ترك، اور کتامه کے سردار امین الدوله ابو محمد حسن بن عمار میں کشمکش شروع هو گئی اور مصر کے سیاسی حالات اس قدر خراب هوئے که حلب پر فوج کشی کی نوبت هی نه آئی ۔

مگر سعیدالدوله کو اس سے چین نصیب نہیں هوا ۔ اسے یونانیوں کی طرف سے ، جو اس کی سرحد پر منڈلا رهے تھے، متواتر خطره لگا هوا تھا، اور ان کی خوشامدین کر کے وہ اس خطرے کو زائل کر رها تھا ۔ اسی اثناء میں لؤلؤ حلب پر قبضه کرنے کی فکر میں تھا ۔ چنانچه اس کے اشارے سے هفته کے دن نصف صفر سنه ۳۹۲ کو ایك لونڈی نے سعیدالدوله کو اس کی بیوی کو ، جو لؤلؤ کی اکوتی بیٹی تھی ، زهر پلادیا ۔ ایك هی پیالے میں میاں اور بیوی دونوں کا بوقت واحد فیصله هوگیا ۔ سعیدالدوله کے عهد مین عبیدالله بن محمد بن احمد حلب کا قاضی تھا

---

۱۔ ابو شجاع ۔ ص ۲۲۱ +

سعیدالدوله نے دو بیٹے چھوڑے : ابوالحسن علی اور ابوالمعالی شریف ۔ ان دونوں لڑکوں کو لؤلؤ نے برائے نام حلب کا حاکم بنایا، اور وہ قلعے جن سے خطرہ تھا، مسمار کر ڈالے ۔ لیکن اس پر بھی اسے اطمینان نہ ہوا ۔ اس نے سعیدالدولہ کے دونوں بیٹوں اور سعدالدولہ کی عورتوں کو مصر بھیج دیا، اور بلا خدشہ حلب کا مالك بن گیا ۔

اس طرح حمدانیین حلب کا خاتمہ ہوگیا ۔

---